سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى

تسبیح کر اپنے رب کے نام کی جو سب سے بُلند ہے، جس نے پیدا کیا پھر تناسب قائم کیا اور جس نے تقدیر بنائی اور پھر راہ دکھائی۔

تفسیر ابن کثیر

علامہ عماالدین ابن کثیر

مترجم

مولانا محمد صاحب جوناگڑھی

الْأَعْلَى

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

تعارف سورت:

اس سورۃ کے مکی ہونے کی دلیل یہ حدیث ہے جو صحیح بخاری میں ہے۔

حضرت براء بن عازبؓ فرماتے ہیں کہ اصحاب رسول اللہؐ میں سب سے پہلے ہمارے پاس حضرت مصعب بن عمیرؓ اور حضرت ام مکتومؓ آئے ہمیں قرآن پڑھانا شروع کیا۔ پھر حضرت عمارؓ حضرت بلالؓ حضرت سعدؓ آئے۔ پھر حضرت عمر بن خطابؓ اپنے ساتھ بیس صحابیوں کو لے کر آئے۔ پھر حضورؐ تشریف لائے میں نے نہیں دیکھا کہ اہل مدینہ کسی چیز پر اسقدر خوش ہوئے ہوں جیسے اس پر خوش ہوئے یہاں تک کہ چھوٹے چھوٹے بچے اور نابالغ لڑکے بھی پکارا ٹھے کہ یہ ہیں رسول اللہؐ آپ تشریف لائے۔ آپؐ کے آنے سے پہلے ہی میں نے یہ سورۃ سبح اسم اسی جیسی اور سورتوں کے ساتھ یاد کرلی تھی۔

مسند احمد میں ہے کہ حضورؐ کو یہ سورۃ بہت محبوب تھی۔

بخاری و مسلم کی حدیث میں ہے کہ آنحضرتؐ نے حضرت معاذؓ سے فرمایا کہ تو نے ان سورۃ کے ساتھ نماز کیوں نہیں پڑھائی۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاٴعْلَى
وَالشَّمْسِ وَضُحَـٰهَا
وَالَّيْلِ إِذَا يَغْشَى

مسند احمد میں مروی ہے کہ حضور حضرت محمدؐ دونوں عید کی نمازوں میں

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاٴعْلَى
هَلْ أَتَاكَ حَدِيثُ الْغَـٰشِيَةِ

پڑھا کرتے تھے اور جمعہ والے دن اگر عید ہوتی تو عید میں اور جمعہ میں دونوں میں انہی دونوں سورتوں کو پڑھتے۔

یہ حدیث مسلم میں اور ترمذی اور نسائی میں بھی ہے۔ ابن ماجہ میں بھی مروی ہے۔

مسند احمد میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ وتر نماز میں رسول اللہؐ یہ سورتیں پڑھتے تھے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الاٴعْلَى
قُلْ يـٰأَيُّهَا الْكَـٰفِرُونَ
قُلْ هُوَ اللَّهُ أَحَدٌ

یہ حدیث بھی بہت سے صحابیوں سے بہت سے طریق کے ساتھ مروی ہے۔

سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْأَعْلَى (١)

اپنے بہت ہی بلند اللہ کے نام کی پاکیزگی بیان کر

خالق کی قدرتیں:

مسند احمد میں ہے کہ عقبہ بن عامر جہنیؓ فرماتے ہیں کہ جب آیت **فسبح باسم ربک العظیم** اتری تو رسول اللہؐ نے فرمایا اسے تم رکوع میں کر لو۔ جب **سبح اسم ربک الاعلیٰ** اتری تو آپ نے فرمایا اسے اپنے سجدے میں کر لو۔

ابوداؤد کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ **سبح اسم ربک الاعلی** پڑھتے تو کہتے **سبحان ربی الاعلیٰ**۔

حضرت علیؓ سے بھی یہ مروی ہے۔ حضرت ابن عباسؓ سے بھی یہ مروی ہے۔ اور آپؐ جب

لا أُقسِمُ بيَوْمِ الْقِيَـٰمَةِ

پڑھتے اور آخری آیت

أَلَيْسَ ذَٰلِكَ بِقَـٰدِرٍ عَلَىٰٓ أَن يُحْـِۧىَ ٱلْمَوْتَىٰ (75:1,40)

پر پہنچے تو فرماتے سبحانک و بلیٰ۔

الَّذِي خَلَقَ فَسَوَّى (٢)

جس نے پیدا کیا اور صحیح سالم بنایا'

وَالَّذِي قَدَّرَ فَهَدَى (٣)

اور جس نے اندازہ کر کے تجویز کیا اور پھر راہ دکھائی'

اللہ تعالیٰ یہاں ارشاد فرماتا ہے اپنے بلندیوں والے پرورش کرنے والے اللہ کے پاک نام کی پاکیزگی اور تسبیح بیان کرو جس نے تمام مخلوق رچائی اور سب کو اچھی ہیئت بخشی۔ انسان کو سعادت شقاوت کی رونمائی کی' جانور کو چرنے چگنے کی۔

جیسے اور جگہ فرمایا:

رَبُّنَا الَّذِى أَعْطَى كُلَّ شَىءٍ خَلْقَهُ ثُمَّ هَدَى (20:50)

ہمارا رب وہ ہے جس نے ہر چیز کو اسکی پیدائش عطا فرمائی پھر رہبری کی۔

آسمان اور زمین کی پیدائش:

صحیح مسلم کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

إِنَّ اللهَ قَدَّرَ مَقَادِيرَ الْخَلَائِقِ قَبْلَ أَنْ يَخْلُقَ السَّموَاتِ وَالْأَرْضَ بِخَمْسِينَ أَلْفَ سَنَةٍ وَكَانَ عَرْشُهُ عَلَى الْمَاء

زمین و آسمان کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق کی تقدیر لکھی اس کا عرش پانی پر تھا۔

وَالَّذِي أَخْرَجَ الْمَرْعَى (٤)

اور جس نے تازہ گھاس پیدا کی'

فَجَعَلَهُ غُثَاءً أَحْوَى (٥)

پھر اس نے اس کو سکھا کر سیاہ کوڑا کر دیا'

جس نے ہر قسم کے نباتات اور کھیت نکالے۔ پھر ان سرسبز چاروں کو خشک اور سیاہ رنگ کر دیا۔

سَنُقْرِئُكَ فَلَا تَنسَى (٦)

ہم تجھے پڑھائیں گے پھر تو نہ بھولے گا۔

إِلَّا مَا شَاءَ اللَّهُ ...

مگر جو کچھ اللہ چاہے'

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تجھے ہم اے محمدؐ! ایسا پڑھائیں گے جسے تو بھولے نہیں۔ ہاں اگر خود اللہ تعالیٰ کوئی آیت بھلا دینی چاہے تو اور بات ہے۔

امام ابن جریرؒ تو اسی مطلب کو پسند کرتے ہیں۔

اور مطلب اس آیت کا یہ ہے کہ جو قرآن ہم تجھے پڑھاتے ہیں اسے نہ بھول۔ ہاں جسے ہم خود منسوخ کردیں اسکی اور بات ہے۔

إِنَّهُ يَعْلَمُ الْجَهْرَ وَمَا يَخْفَى (٧)

وہ ظاہر اور پوشیدہ کو جانتا ہے۔

وَنُيَسِّرُكَ لِلْيُسْرَى (٨)

ہم تیرے لئے آسانی پیدا کردیں گے۔

اللہ تعالیٰ پر بندوں کے چھپے کھلے اعمال احوال عقائد سب ظاہر ہیں۔ ہم تجھ پر بھلائی کے کام اچھی باتیں شرعی امر آسان کردیں گے۔ نہ ان میں کجی ہوگی نہ سختی نہ جرم ہوگا۔

فَذَكِّرْ إِن نَّفَعَتِ الذِّكْرَى (٩)

تو نصیحت کرتا رہ اگر نصیحت کچھ فائدہ دے

تو نصیحت کر اگر نصیحت فائدہ دے۔ اس سے معلوم ہوا کہ نالائقوں کو نہ سکھانا چاہیے جیسے کہ امیر المومنین حضرت علیؓ فرماتے ہیں کہ اگر تم دوسروں کے ساتھ وہ باتیں کروگے جوانکی عقل میں نہ آسکیں تو نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ تمہاری بھلی باتیں انکے لیے بری بن جائیں گی اور باعث فتنہ ہوجائیں گی۔ بلکہ لوگوں سے ان کی سمجھ کے مطابق بات چیت کروتا کہ لوگ اللہ تعالیٰ ورسول اللہ ﷺ کو نہ جھٹلائیں۔

سَيَذَّكَّرُ مَن يَخْشَى (١٠)

ڈرنے والے تو عبرت حاصل کرلیں گے

اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے کہ اس سے نصیحت وہ حاصل کریگا جسکے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف ہے جو اسکی ملاقات پر یقین رکھتا ہے۔

وَيَتَجَنَّبُهَا الْأَشْقَى (١١)

ہاں بدبخت لوگ اس سے دور رہ جائیں گے

الَّذِي يَصْلَى النَّارَ الْكُبْرَى (١٢)

جو بڑی آگ میں جائیں گے

ثُمَّ لَا يَمُوتُ فِيهَا وَلَا يَحْيَى (١٣)

جہاں پھر نہ وہ مریں گے نہ جئیں گے (بلکہ حالت نزع میں پڑے رہیں گے)۔

اور اس سے وہ عبرت ونصیحت حاصل نہیں کرسکتا جو بد بخت ہو جو جہنم میں جانے والا ہو جہاں نہ تو راحت کی زندگی ہے نہ بھلی موت ہے بلکہ وہ دائی عذاب اور ہمیشگی کی برائی ہے اس میں طرح طرح کے عذاب اور بدترین سزائیں ہیں۔

قرآن میں ایک اور جگہ ہے:

وَنَادَوْا يَا مَالِكُ لِيَقْضِ عَلَيْنَا رَبُّكَ قَالَ إِنَّكُم مَّاكِثُونَ

(43:77)

جہنمی لوگ پکار پکار کر کہیں گے کہ اے مالک داروغہ جہنم اللہ تعالی سے کہہ کہ ہمیں موت دے دے۔ جواب ملے گا تم تو اب اسی میں پڑے رہنے والے ہو۔

اور جگہ ارشاد فرمایا:

لَا يُقْضَى عَلَيْهِمْ فَيَمُوتُوا وَلَا يُخَفَّفُ عَنْهُم مِّنْ عَذَابِهَا

(35:36)

نہ تو ان کو موت آئے گی نہ عذاب کم ہوں گے۔

کامیاب کون:

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّى (١٤)

بے شک ان لوگوں نے فلاح پالی جو پاک ہو گئے۔

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى (١٥)

اور جنہوں نے اپنے رب کا نام یاد رکھا اور نماز پڑھتے رہے۔

اللہ تعالی فرماتا ہے جس نے رذیل اخلاق سے اپنے آپ کو پاک کرلیا' احکام اسلام کی تابعداری کی نماز کو ٹھیک وقت پر قائم رکھا صرف اللہ تعالی کی رضا مندی اور اسکی خوشنودی طلب کرنے کے لیے اس نے نجات اور فلاح پالی۔

رسول اللہؐ نے اس آیت کی تلاوت کرکے فرمایا:

قَدْ أَفْلَحَ مَن تَزَكَّى

وَذَكَرَ اسْمَ رَبِّهِ فَصَلَّى

جو شخص اللہ تعالی کے وحدہ لاشریک ہونے کی گواہی دے اس کے سوا کسی کی عبادت نہ کرے اور میری رسالت کو مان لے اور پانچوں وقت کی نمازوں کی پوری طرح سے حفاظت کرے وہ نجات پا گیا۔ بزار

ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ اس سے مراد پانچ وقت کی نماز ہے۔

حضرت ابوالعالیہ نے ایک مرتبہ ابوخلدہ سے فرمایا کہ کل جب عیدگاہ جاؤ تو مجھ سے ملتے جانا۔ جب میں گیا تو مجھ سے کہا کچھ کھالیا ہے؟ میں نے کہا ہاں' فرمایا نہا چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں' فرمایا زکوۃ فطرادا کر چکے ہو؟ میں نے کہا ہاں۔

بس یہی کہنا تھا کہ اس آیت میں یہی مراد ہے۔

اہل مدینہ فطرہ اور پانی پلانے سے افضل اور کوئی صدقہ نہیں جانتے تھے۔

حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ بھی لوگوں کو فطرہ ادا کرنے کا حکم کرتے پھر اسی آیت کی تلاوت کرتے۔

حضرت ابوالاحوصؒ فرماتے ہیں کہ تم میں سے کوئی نماز کا ارادہ کرے اور کوئی سائل آجائے تو اسے خیرات دے دے پھر یہی آیت پڑھی۔

حضرت قتادہؓ فرماتے ہیں کہ اس نے اپنے مال کو پاک کرلیا اور اپنے رب کو راضی کرلیا۔

بَلْ تُؤْثِرُونَ الْحَيَاةَ الدُّنْيَا (١٦)

لیکن تم تو دنیا کا جینا سامنے رکھتے ہو۔

وَالْآخِرَةُ خَيْرٌ وَأَبْقَى (١٧)

اور آخرت بہت بہتر اور بہت بقا والی ہے۔

اللہ تعالی ارشاد فرماتا ہے کہ تم دنیا کی زندگی کو آخرت کی زندگی پر ترجیح دے رہے ہو اور دراصل تمہاری مصلحت' تمہارا نفع اخروی زندگی کو دنیوی زندگی پر ترجیح دینے میں ہے۔ دنیا ذلیل ہے فانی ہے' آخرت شریف ہے باقی ہے۔ ایک عاقل ایسا نہیں کرسکتا کہ فانی کو باقی پر اختیار کرلے اور اسکے انتظام میں پڑھ کر اس کے اہتمام کو چھوڑ دے۔

مسند احمد میں ہے کہ رسول اللہؐ فرماتے ہیں:

دنیا اس کا گھر ہے جسکا گھر آخرت میں نہ ہو دنیا اسکا مال ہے جسکا مال وہاں نہ ہو اسکے جمع کرنے کے پیچھے وہ لگتے ہیں جو بیوقوف ہوں۔

ابن جریر میں ہے حضرت عرفجہ ثقفیؒ اس سورت کو حضرت ابن مسعودؓ کے پاس پڑھ رہے تھے۔ جب اس آیت پر پہنچے تو تلاوت چھوڑ کر اپنے ساتھیوں سے فرمانے لگے کہ سچ ہے کہ ہم نے دنیا کو آخرت پر ترجیح دی' لوگ خاموش رہے تو آپ نے پھر فرمایا کہ اس لیے کہ ہم دنیا کے گرویدہ ہو گئے کہ یہاں کی زینت کو یہاں کی عورتوں کو یہاں کے کھانے پینے کو ہم نے دیکھ لیا آخرت نظروں سے اوجھل ہے تو ہم نے اس سامنے والی کی طرف توجہ کی اور اس دور والی سے آنکھیں پھیر لیں۔

یا تو یہ فرمان حضرت عبداللہ کا بطور تواضع کے ہے' یا جنس انسان کی بابت فرماتے ہیں۔

رسول اللہ ؐ فرماتے ہیں:

مَنْ أَحَبَّ دُنْيَاهُ أَضَرَّ بِآخِرَتِهِ، وَمَنْ أَحَبَّ آخِرَتَهُ أَضَرَّ بِدُنْيَاهُ، فَآثِرُوا مَا يَبْقَى عَلَى مَا يَفْنَى

جس نے دنیا سے محبت کی اس نے اپنی آخرت کو نقصان پہنچایا اور جس نے آخرت سے محبت کی اس نے دنیا کو نقصان پہنچایا۔ تم اے لوگو! باقی رہنے والی کو فنا ہونے والی پر ترجیح دو۔ مسند احمد

إِنَّ هَذَا لَفِي الصُّحُفِ الْأُولَى (١٨)

یہ باتیں پہلی کتابوں میں بھی ہیں۔

صُحُفِ إِبْرَاهِيمَ وَمُوسَى (١٩)

(یعنی) ابراہیم اور موسیٰ کی کتابوں میں۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ابراہیم اور موسیٰ علیہ السلام کے صحیفوں میں بھی یہ تھا۔

رسول اللہ ؐ فرماتے ہیں کہ یہ سب بیان ان صحیفوں میں بھی تھا۔ بزار

نسائی میں حضرت عباسؓ سے یہ مروی ہے اور جب آیت و ابراھیم الذی وفی (53:37) نازل ہوئی تو فرمایا کہ اس سے مراد یہ ہے کہ ایک کا بوجھ دوسرے کو نہ اٹھانا ہے۔

© **Copy Rights:**
Zahid Javed Rana, Abid Javed Rana
Lahore, Pakistan
www.quran4u.com